سلسلہ دار التصنیف صوفیہ نمبر (۲۳۳)

نام کتاب : رسالہ زیارتِ قبور

مولف : مولانا قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری

کمپیوٹر کتابت : مصطفیٰ سعید

SSS Computer. Graphics

21-1-285، مسجد کمیلہ قدیم، نزد ہائی کورٹ

رکاب گنج حیدر آباد فون نمبر : 4562636

مقام طباعت : اویس گرافکس۔ حیدر آباد

تعداد اشاعت : ایک ہزار

سن اشاعت : رجب ۱۴۲۰ھ م نومبر ۱۹۹۹ء

ہدیہ : -/Rs.15 (پندرہ روپیہ سکہ ہند)

کتاب ملنے کے پتے

1) تصوف منزل 21-1-247 قریب ہائیکورٹ، حیدر آباد۔ فون 4562636
2) 16-9-690 قریب پانی کی ٹانکی قدیم ملک پیٹ۔ حیدر آباد۔ فون 4550540
3) خانقاہ مخدومیہ، 20-7-582 نزد دیوڑھی اقبال الدولہ حیدر آباد۔ فون 4578338
4) صدر دفتر کل ہند جمعیۃ المشائخ، خیابان مخدومی، بہادر پورہ حیدر آباد۔ فون 4571549
5) ہلال پن اسٹور گلزار حوض و شاخ تالاب کٹہ روڈ حیدر آباد

هو الباقی

رسالۂ

زیارتِ قبور

یعنی

شریعت کی روشنی میں زیارت قبور کا ثبوت اور مسنون طریقہ

افادات

حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری نور اللہ مرقدہٗ

ترتیب ' تشریح و توسیع

حضرت العلامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری مدظلہٗ

(صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ)

بحسن تعاون

مولانا الحاج قاری سید شاہ سجاد علی صوفی قادری معزز رکن کل ہند جمعیۃ المشائخ

اشاعت

سید الصوفیہ اکیڈمی

تصوف منزل قریب ہائیکورٹ۔ حیدرآباد۔۲ (اے۔پی) انڈیا

فہرست

حامداً و مصلیاً

حرف آغاز

ہر مذہب اور دھرم میں باہمی اتحاد اور بھائی چارگی کا مفہوم الگ الگ ہے لیکن اس بارے میں اسلامی تعلیمات سب سے اچھوتی بھی ہیں اور جامع بھی۔ چنانچہ قرآن پاک نے پہلے تو سارے انسانوں کو حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہونے کے ناتے بلا تفریق و امتیاز ایک ہی انسانی رشتہ میں منسلک کر دیا پھر اسکے بعد ایمان اور اطاعتِ خدا اور سول کی بنیاد پر دینی اخوت و محبت کے رشتہ میں جوڑ دیا یہ رشہ اسقدر دیرپا اور مستحکم ہے کہ اس دنیائے فانی کی حد تک ہی نہیں بلکہ مرنے کے بعد بھی یہ رشتہ قائم و برقرار رہتا ہے۔ اسلامی اقدار کی بدولت ہی دو مومن اپنی زندگی میں بھائی بھائی ہوتے ہوے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کے پیارے الفاظ سے باہم ملاقات کرتے ہیں اسی طرح وفات کے بعد شرعی احکام کی تعمیل میں ایک زندہ مومن اپنے مرحوم بھائی کی قبر کی زیارت کرتا اور "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ" کے کلمات سے اسکے لئے دعائے سلامتی و مغفرت کرتا ہے۔ یعنی زندگی میں ملاقات کے موقع پر "اے میرے بھائی تجھ پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو" کے الفاظ سے اور وفات کے بعد "اے قبروں میں آسودہ ہمارے بھائیو تم پر سلام ہو" کے کلمات کے ذریعہ ایک مومن اپنے کسی ایماندار بھائی کے لئے دعائے خیر کرتا ہی رہتا ہے۔

مرحومین سابقین کیلئے دعائے مغفرت کی ہدایت قرآن مجید کے ان الفاظ میں دیتا ہے "رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ" (حشر۔۱۰) یعنی اے ہمارے رب ! ہماری اور ہمارے ان بھائیوں کی بخشش فرما جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر گئے۔

اسی طرح حضور رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنی زیارت قبور کو قبر والوں پر دعا و استغفار بناؤ۔ (طبرانی) اور یہ عمل صحابہ کرام اور ائمہ و صالحین سلف سے ثابت ہے۔

ہادی دو عالم ﷺ کی ان تعلیمات اخوت و یگانگت کو چند دین ناآشنا افراد نے فراموش کرتے ہوے قبور کی زیارت کو آجکل قبر پرستی اور شرک کا نام دے دیا ہے۔ افسوس کہ زیارتِ قبور سے یہ لوگ خود بھی باز رہتے ہیں اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کر کے انھیں بھی اس مسنون و مستحب کام سے روکنے میں بڑی شدت سے کام لیتے ہیں۔

دورِ حاضر بڑا پُر آشوب و پُر فتن ہو گیا ہے۔ ہر طرف دینی بے راہ روی بلکہ بے دینی کا دور دورہ ہے۔ بد عقیدگی کی آندھی اور اندھیرے میں حقانیت کے چراغ کو روشن رکھنا اور اسکی تابانی کو جگہ جگہ پھیلانا آج ہر مومن صادق کا دینی فریضہ ہے۔

میرے جد امجد حضرت سید الصوفیہ مفتی و محدث دکن سید شاہ احمد علی صوفی حسنی حسینی قادری نور اللہ مرقدہٗ نے اسی مشن کی تکمیل میں تشنگانِ حق کو جہاں اپنے ارشادات سے سیراب فرمایا وہیں اپنے رشحاتِ قلم ' تصنیفات و تالیفات کے ذریعہ ایک عالم کو فیضیاب فرمایا جن میں سے "فاتحۂ اموات" اور "زیاتِ قبور" جیسے آج کے سلگتے موضوعات بھی شامل ہیں اور جن پر مشتمل آپکے بعض مقالات تو آپ ہی کی زیر ادارت قریب پچیس سال تک شائع ہونے والے ماہنامہ "رسالہ صوفی اعظم" میں شامل ہوتے رہے اور بعض دیگر مسودات میرے عم محترم حضرت الحاج سید شاہ سجاد علی صوفی قادری مدظلہٗ معزز رکن کل ہند جمعیۃ المشائخ کے پاس محفوظ تھے۔ کتاب ہٰذا میں ان سب مقالات کی یکجائی ' ترتیب حسب ضرورت تشریح اور عصر حاضر کے تقاضوں سے ہم آہنگ اضافہ کرنے میں

والدی و مرشدی حضرت علامہ قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی قادری دامت برکاتہٗ صدر کل ہند جمعیۃ المشائخ نے بڑی تحقیق و جانفشانی سے کام لیا۔ اور قرآنی آیات کے علاوہ تفسیر' حدیث' فقہ' سیرت' ولغت وغیرہ کی کوئی (۸۰) مستند و معتبر کتب کے حوالوں کے ساتھ ''زیارت قبور'' کے تقریباً سب ہی پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے جسکا اندازہ کتاب کے آغاز میں دی گئی فہرستِ عنوانات پر ایک نظرِ طائر ڈالنے سے ہو جائیگا۔ اسی سلسلہ کی دوسری کتاب ''فاتحۂ اموات'' بھی زیر طباعت ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہو گی۔

کتاب ہٰذا کی طباعت کیلئے درکار جملہ مصارف کی تکمیل کیلئے حضرت عم محترم مدظلہٗ نے رقمی اعانت سے نوازا ہے جسکے لئے سید الصوفیہ اکیڈمی تہِ دل سے سپاس گذار ہے۔

قارئینِ کرام سے التماس ہے کہ کتاب میں کہیں سہو یا طباعت میں کہیں محو پائیں تو ازراہِ عفو مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں اسکا لحاظ رکھا جاسکے۔

دعا ہے کہ رب العزت اس کتاب کو قبولِ عام عطا فرمائے اور اسکا ثوابِ جاریہ حضرت سید الصوفیہ علیہ الرحمۃ والرضواں کی روحِ پر فتوح کو خصوصاً اور جملہ مسلمین و مسلمات اور مومنین و مومنات کی ارواح کو عموماً ایصال فرمائے آمِیْن بِجَاہِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ فقط

معتمد سید الصوفیہ اکیڈمی
حافظ سید شاہ مرتضیٰ علی صوفی حیدر قادری
یم۔ اے (گولڈ میڈلسٹ) ریسرچ اسکالر (عثمانیہ یونیورسٹی)

مرقوم ۱۵ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ
م ۲۵ اکٹوبر ۱۹۹۹ء دوشنبہ
تصوف منزل قریب ہائیکورٹ۔
حیدرآباد۔ آندھرا پردیش۔

ماخذ

بخاری　دار قطنی　نزہۃ الخاطر　سراج الوہاج

مسلم　ابن حجر　حصنِ حصین　فتح القدیر

مشکوٰۃ　عینی　فوائدِ زنجانی　شرح ہدایہ

ابنِ ماجہ　تحقیقی الحق المبین　شرح موطا　جواہر المنظم

مستدرک　بہجۃ الاسرار　رسالۂ صوفی اعظم　شرح منیر

حاکم　مشارق الانوار　شمس التواریخ　طی الفراسخ

شعب ایمان　شرح المنہج　قول الجمیل　نور الایضاح

بیہقی　صلح الاخوان　شاہد الوجود　شرحِ نور

تاریخِ خطیب　لباب المناسک　الفتح المبین　مضمرات

ابنِ عساکر　تفسیرِ کبیر　عالمگیری　قواعدِ قرآن

ابو داؤد　تفسیرِ فتح القدیر　تہذیب　سراجیہ

ماثبت من السنہ　اشرف التفاسیر　بحر الرائق　ذخیرہ

کنز العمال　کنز الایمان　رد محتار　فتاوی علامہ املی

شرح الصدور　درمنثور　در مختار　تاتارخانیہ

اشعۃ اللمعات　مراۃ المناجیح　مختار النوازل　بدائع

طبرانی　روح البیان　شرحِ لباب　بزازیہ

اتقان　کشف النور　مرقات　مصباح

شامی　لمعات　غرائب　المنجد

شفاء الاسقام　خلاصۃ الوفا　قنیہ　المورد

زیلعی　شرح سفر السعادات　خزانۃ الفتاوی　فرہنگ آصفیہ

زیارتِ قبور

قبور

قبور جمع ہے قبر کی جو عربی لفظ ہے بمعنی لحد ' مزار ' مرقد ' تربت ' ضریح یا مدفن یعنی زمین میں مردہ انسان کو دفن کرنے کی جگہ۔ قبر کو فارسی میں گور ' ہندی میں سمادھی اور انگریزی میں Grave یا Burial کہتے ہیں (مصباح ' المنجد ' المورد ' منتخب اللغات ' فرہنگِ آصفیہ)۔

عربی میں قبرستان کو "مقبرہ" کہتے ہیں جسکی جمع مقابر ہے۔ قرآنِ مجید میں لفظ قبر ایک جگہ ' قبور کا لفظ پانچ جگہ اور مقابر کا لفظ ایک جگہ آیا ہے۔

موت سے لیکر قیامت میں اٹھنے یعنی حشر تک کے وقت اور حالت کو برزخ بھی کہتے ہیں چاہے موتِ طبعی کے بعد قبر میں دفن کیا جائے یا پانی میں ڈوب جانے سے یا آگ میں جل جانے سے موت واقع ہو قرآن پاک میں دو جگہ برزخ کا لفظ ملتا ہے۔

زیارت

زیارت کے معنی ہیں ملاقات ' مقدس مقام کا نظارہ یا کسی بزرگ سے ملنا۔ اسی سے مشتق لفظ زائر ہے بمعنی زیارت کرنے والا اور مزار بمعنی زیارت کی جگہ۔ اس کے علاوہ زیارت گاہ کا لفظ بھی بمعنی مقدس جگہ ' متبرک مقام ' درگاہ ' آستانہ ' بارگاہ استعمال ہوتا ہے (لغات مذکورہ بالا)

کسی مسلمان کی وفات یا دفن کے تیسرے دن جو فاتحہ سیوم اور ختم قرآن کا انعقاد عمل میں آتا ہے اسکو بھی عرف عام میں زیارت کہتے ہیں۔

زیارتِ قبور

اصطلاحاً زیارتِ قبور سے مراد قبرستان جا کر کسی مسلمان کی قبر پر گل افشانی، فاتحہ خوانی، تلاوتِ قرآن اور دعائے مغفرت کرنا ہے جو شریعت میں جائز اور موجب حسنات ہے لیکن

قرآن کی روشنی میں

۱) وَلَا تَقُمْ عَلٰی قَبْرِهٖ (توبہ۔۸۴) یعنی اسکی قبر پر کھڑا نہ ہو، کے تحت کسی منافق کی قبر کی زیارت کرنا اور وہاں دعائے خیر کرنا نیز کسی کافر و مشرک اور غیر مسلم کی قبر یا سمادھی کی زیارت کرنا اس پر پھول وغیرہ ڈالنا حرام ہے (اشرف التفاسیر)

نوٹ: اس طرح کسی مسلمان کے قبر کی زیارت کا جواز بھی ثابت ہو گیا کیونکہ قرآن میں ممنوع اور حرام باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے جس سے ہٹ کر باقی باتیں جائز اور حلال قرار پاتی ہیں یوں بھی

۲) مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (نساء۔۸) یعنی جس نے رسول کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ کا حکم مانا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ زیارتِ قبور سے متعلق حضور اکرم ﷺ کے احکام و ہدایات ذیل میں دیئے جاتے ہیں جو اس آیتِ شریفہ کی رو سے احکامِ الٰہی کے مترادف ہیں جسکی تعمیل واجب ہے۔

احادیث کی روشنی میں

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

۱۔ میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب انکی زیارت کیا کرو۔

(مسلم۔ مشکوۃ)

۲۔ میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا۔ اب انکی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی یاد دلاتی ہے۔ (ابن ماجہ۔ مشکوٰۃ)

۳۔ قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت یاد دلاتی ہے۔ (مسلم۔ مشکوٰۃ)

نوٹ: اسلام ایک دینِ فطرت ہے لہٰذا اسلامی تعلیمات کا پابند بنانے سے قبل انسانی نفسیات کا پورا پورا لحاظ کرتے ہوئے رفتہ رفتہ اور مرحلہ بہ مرحلہ شرعی احکام نافذ کئے گئے تاکہ انھیں اپنانے میں سہولت ہو مثلاً شراب کی حرمت کے تدریجی احکام۔ اسی طرح شروعِ اسلام میں مسلمان مَردوں اور عورتوں کیلئے زیارتِ قبور منع تھی کیونکہ یہ لوگ نئے نئے اسلام قبول کئے تھے۔ پہلے بت پرستی کے عادی ہونے کی وجہ سے اندیشہ تھا کہ یہ لوگ کہیں قبر پرستی نہ کریں۔ بعد میں جب وہ عقیدۂ اسلام میں راسخ ہو گئے تو پھر زیارتِ قبر پر عائد کردہ ممانعت منسوخ فرمادی گئی۔

نیز ان احادیث سے بلا قید و تعین زیارتِ قبور کا ثبوت ملتا ہے یعنی زیات قبور روز کرو یا مہینہ میں کرو یا سال میں کرو ' اکیلے کرو یا مجمع کے ساتھ زیارت کرو یہ سب جائز ہے کوئی پابندی نہیں ہے۔

زیارتِ قبور کے فائدے

۱۔ قبروں کی زیارت آخرت ' موت اور خیر کو یاد دلاتی ہے (ابن ماجہ۔ کنزالایمان)

۲۔ قبروں کی زیارت دل کو نرم کرتی ہے ' آنکھ سے آنسو بہاتی ہے (مستدرک ' حاکم)

۳۔ قبروں کی زیارت سے عبرت حاصل ہوتی ہے۔ (شعب ایمان بیہقی)

۴۔ قبروں کی زیارت سے اہل قبور کا سلام آتا ہے۔ (تاریخ خطیب ' ابن عساکر)

۵۔ قبروں کی زیارت دنیا میں زاہد بناتی ہے۔ (ابن ماجہ)

۶۔ جو اپنے ماں باپ یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو زیارت کیا کرے تو اسکی بخشش کی جائیگی اور وہ بھلائی کرنے والا لکھا جائیگا (بیہقی، شعب ایمان)

زیارتِ قبور سنت ہے

۱۔ حضور رسول اکرم ﷺ نے اپنی والدۂ ماجدہ کی قبر کی زیارت فرمائی (مسلم۔ مشکوٰۃ)

(نوٹ: بی بی آمنہ کا مزارِ پُر انوار مکۂ معظّمہ اور مدینۂ منورہ کے درمیان پرانے راستہ پر بمقام ''ابواء'' واقع ہے۔ چھ سال کی عمر میں بی بی اپنے صاحبزادہ کے ساتھ مدینۂ منورہ سے مکۂ معظّمہ واپس ہو رہی تھیں کہ ابواء میں بیمار ہو کر وفات پائیں اور وہیں مدفون ہوئیں)

۲۔ حضرت رسول اللہ ﷺ جبلِ احد پر شہدائے احد کی قبروں کی زیارت کیلئے ہر سال تشریف لے جاتے اور فرماتے ''سَلَامٌ عَلَیکُم بِمَا صَبَرْتُم فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ'' یعنی تم پر سلامتی ہو کہ تم نے صبر کیا پس کیا ہی اچھا یہ بعد کا گھر ہے۔'' (ابو داؤد)

اور چاروں خلفاء راشدین بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ (تفسیر کبیر۔ درمنثور)

۳۔ بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں شعبان کی پندرھویں شب (یعنی شبِ برات) میں نے دیکھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بَقِیعُ الْغَرْقَدْ (یعنی مدینۂ منورہ کا قبرستان جس کو جنت البقیع بھی کہتے ہیں) میں تشریف لے گئے اور مسلمان مَردوں، عورتوں اور شہیدوں کے لئے دعا فرمائی (ماثبت من السنہ)

۴۔ بی بی عائشہ اور خاتونِ جنت بی بی فاطمہ رضی اللہ عنھما روضۂ نبوی کی، شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی اور دیگر قبور کی زیارت فرمایا کرتی تھیں۔ (شمس التواریخ)

۵۔ امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں چار

ہزار صحابی ملکِ یمن میں اسلئے گئے تھے کہ وہاں ایک بزرگ کے مقام کی زیارت کریں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وقت سے موجود تھا(کنزالعمال)

۶۔ جب کوئی صحابی انصار میں سے انتقال فرماتے تو انصار انکی قبر پر آیا کرتے اور ان کے ایصالِ ثواب کیلئے قرآن پڑھتے۔(شرح الصدور)

فقہ کی روشنی میں

۱۔ مَردوں کیلئے زیارتِ قبور میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری)

۲۔ مَردوں کیلئے زیارتِ قبور مستحب ہے۔ (تہذیب۔ بحر الرائق۔ ردمختار)

۳۔ عورتوں کیلئے زیارتِ قبور میں کچھ مضائقہ نہیں۔ (عالمگیری۔ درمختار)

۴۔ صالحین کی قبروں سے برکت لینے کیلئے بوڑھی عورتوں کے جانے میں کوئی مضائقہ نہیں اور عورت جوان ہو تو مکروہ ہے۔ (ردمختار)

نوٹ :۔ چونکہ شریعت میں عورتوں کا غیر محرموں کے ساتھ بے پردہ ملنا جلنا ممنوع اور حرام ہے نیز اس سے فتنے پیدا ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے اسلئے آجکل بعض علمائے کرام احتیاطاً عورتوں کو روضۂ نبوی مدینۂ منورہ کے سوا زیارتِ قبور کیلئے قبرستان جانے کی اجازت نہیں دیتے تاکہ نیکی برباد اور گناہ لازم نہ ہو جائے۔ ورنہ احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہے کہ بی بی عائشۂ صدیقہ' بی بی فاطمہ زہرا اور دیگر صحابیات رضی اللہ عنہن نے زیارت قبور فرمائی۔ للہذا عورتوں کیلئے زیارت قبور جائز ہے بشرطیکہ بے پردگی وغیرہ ممنوعات و منہیات کا خاص خیال ولحاظ رکھا جائے۔

زیارتِ قبور کے ایام

۱۔ ہر ہفتہ (شنبہ) کو قبروں کی زیارت کی جائے۔(ردمختار۔ مختارات النوازل)

۲۔ جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کرنی فاضل تر ہے بہ نسبت دوسرے دنوں کے۔(رد محتار۔اشعہ۔شرح لباب)

۳۔ زیارتِ قبور کیلئے چار روز افضل ہیں دو شنبہ (پیر)، پنجشبہ (جمعرات) جمعہ اور شنبہ (ہفتہ)۔ (عالمگیری۔شامی۔غرائب۔شرح لباب)

۴۔ دونوں عید یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن نیز یومِ عاشورہ یعنی دسویں محرم کو بھی زیارتِ قبور افضل ہے۔(عالمگیری۔غرائب)

۵۔ اس طرح جن متبرک راتوں میں قبروں کی زیارت افضل ہے ان میں خصوصاً شبِ برات یعنی ماہ شعبان کی پندرھویں شب ہے۔(عالمگیری)

۶۔ اور بعض متبرک زمانوں میں بھی زیارت قبور افضل ہے جیسے ماہِ ذی الحجہ کے پہلے دس دن۔ (عالمگیری۔غرائب)

۷۔ ہر ہفتہ قبروں کی زیارت کی جائے(رد محتار۔مختار النوازل)

زیارتِ قبور کے اوقات

جمعہ کے دن اول وقت یا پھر بعد نمازِ جمعہ زیارتِ قبور کیلئے اچھا وقت ہے۔ اسی طرح ہفتہ کے دن طلوعِ آفتاب تک، جمعرات کے روز، دن میں اول وقت اور بعض نے کہا آخر وقت زیارت مستحب ہے۔ (عالمگیری۔غرائب)

زیارتِ قبور سے قبل نماز

قبور کی زیارت کا جب ارادہ ہو تو گھر میں دو رکعتیں مستحب اس طرح پڑھیں کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد ایک بار آیۃ الکرسی اور تین بار سورۂ اخلاص تلاوت کریں اور اس نفل نماز کا ثواب میت کو پہنچائیں تو اللہ تعالیٰ میت کی قبر میں ایک نور بھیجتا ہے اور نماز پڑھنے والے کو کثیر ثواب عطا فرماتا ہے۔(عالمگیری)

قبرستان تک راستہ میں

مذکورۂ بالا نماز ادا کرنے کے بعد قبرستان کی طرف روانہ ہوں اور راستہ میں لایعنی (بے مقصد) باتوں اور بیکار کاموں میں مشغول نہ ہو جائیں۔ (عالمگیری)

قبروں کا روندنا

۱۔ ایک مسلمان کی قبر پر روندتے چلنے سے آگ کی چنگاری پر یا تلوار پر چلنا بہتر ہے۔ (ابن ماجہ)

۲۔ قبروں کو روندنے والا گنہگار ہوگا۔ (عالمگیری۔ قنیہ)

۳۔ شیخ حجندیؒ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کے والدین کی قبریں دیگر قبروں کے بیچ میں واقع ہیں۔ تو ایسی صورت میں کیا یہ جائز ہے کہ وہ شخص دوسرے مسلمانوں کی قبروں کے پاس سے دعاء و تسبیح کرتا ہوا گذرے اور اپنے والدین کی قبروں تک پہنچ کر ان کی زیارت کرے تو فرمایا ہاں جائز ہے بشرطیکہ دیگر قبروں کو روندے بغیر پہنچ سکتا ہو۔ (عالمگیری)

۴۔ بعض نے کہا ہے کہ اگر اہل قبور کیلئے زائر کچھ پڑھ دیتا ہے اور انکے لئے دعا کرتا یا تسبیح پڑھتا ہے تو ایسی صورت میں قبریں روندی جائیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ (ردمختار۔ خزانۃ الفتاویٰ)

۵۔ امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بے ضرورت قبر کو نہ روندیں اور دور ہی سے زیارت کرلی جائے۔ نیز فرمایا کہ قبر پر نہ بیٹھیں۔

(ردمختار۔ خزانۃ الفتاویٰ)

نوٹ: الحاصل قبروں کو روندنے اور ان پر بیٹھنے سے کراہتِ تنزیہی مراد ہے اور قضاءِ حاجت کیلئے قبروں پر بیٹھنا کراہتِ تحریمی مراد ہوگی۔

قبرستان میں جوتے اتار دیں

ہمارے نزدیک قبرستان میں جوتا پہن کر چلنا مکروہ نہیں۔ (سراج الوہاج۔ عالمگیری)

لیکن جب زائر مقبرہ میں (قبر کے پاس) پہنچے تو (احتراماً) اپنے جوتے (پاؤں سے) اتار دے۔ (عالمگیری۔ غرائب)

قبر کے پائیں سے آئیں

۱) حتی الامکان زائر قبر کے پائین کی جانب سے آئے اور سرہانے سے نہ آئے کیونکہ اگر سرہانے سے آئیگا تو میت کی آنکھ کو تکان ہو گی (عالمگیری۔ غرائب)

کیونکہ

۲) حیات اموات سے متعلق حضور رسول مقبول ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم اپنے مُردوں کو نیک لوگوں کے درمیان دفن کرو۔ میت بُرے پڑوسی سے اسی طرح ایذا پاتی ہے جس طرح کہ زندہ اپنے بُرے پڑوسی سے ایذا پاتا ہے۔

(طی الفراسخ)

۳) یہ بھی ارشاد نبوی ہے کہ قبر پر جو پرندہ بیٹھتا ہے اسکو قبر والا پہچانتا ہے کہ وہ نر ہے یا مادہ اور کس رنگ کا ہے۔ (طی الفراسخ)

بوقتِ زیارت آداب وحالت

۱) قبروں کی زیارت کے وقت غفلت و بے اعتنائی سے نہیں بلکہ عبرت اور حیرت کی صفت سے رہنا چاہیئے اس خیال کے ساتھ کہ ایک نہ ایک دن ہمیں بھی موت کا مزا چکھنا ہے اور ہمکو بھی اسی طرح عالمِ برزخ سے سابقہ پڑنے والا ہے۔

زیارت کے وقت صاحبِ قبر کا احترام واجب ہے خصوصاً صالحین اور بزرگانِ دین کی حرمت اور آداب کی رعایت انکے قدر و مراتب کے موافق چاہیئے جس طرح کہ انکی زندگی کی حالت میں کی جاتی تھی۔ اس لئے کہ صالحین' خاص کر اپنی زیارت کرنے والوں کی' انکے آداب کے اندازہ پر' امدادِ بلیغ کرتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات)

یعنی زندگی کی حالت میں جس قدر نزدیک اور دور رہنا چاہیئے اسی پر قیاس کرتے ہوئے مزار کی زیارت کے وقت بھی نزدیکی اور دوری کا لحاظ رہے۔

بوقتِ زیارت قبلہ کی جانب پشت ہو

قبر کی زیارت اور سلام کے وقت قبلہ کی طرف پشت اور قبر کی جانب منہ کریں کہ اہلِ قبر کے چہرے (سینہ) کے مقابل رہیں۔ (عالمگیری۔ اشعۃ اللمعات)

بوقتِ زیارت قیام سنت ہے

۱) قبر کے پاس کھڑے ہو کر سلام کریں۔ (عالمگیری۔ غرائب)

۲) قبر کی زیارت کھڑے رہ کر کرنا سنت ہے اور قبر کے پاس کھڑے رہ کر دعا کرنا مسنون ہے۔ (عالمگیری۔ رد محتار۔ فتح القدیر۔ اشعۃ اللمعات۔ بحر الرائق)

بوقتِ قیام ہاتھ کس طرح رکھیں؟

ابن حجر ہیتمی مکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ زیارتِ قبور کے وقت جبکہ دعا کا وقت نہ ہو سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اسی طرح رکھیں جس طرح نماز (کے قیام) میں رکھتے ہیں۔ زیارت کے وقت ہاتھ چھوڑ رکھنے سے باندھے رکھنا اولیٰ (افضل) اور اوجہ (بہتر) ہے۔ اس کی تائید میں فرماتے ہیں کہ شیخ کرمانی حنفی کو دیکھا ہے کہ وہ نماز کی مانند سیدھے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھا کرتے تھے۔ (جواہر المنظم۔ لباب المناسک۔ مسلک)

مسلمانوں کی قبروں پر سلام

۱) اگرچہ احادیثِ شریفہ میں مسلمانوں کی قبروں پر سلام میں بہت طرح کے الفاظ وارد ہیں لیکن فقہائے کرام نے اسکی تقسیم اسطرح فرمائی ہے کہ بطور صحیح "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ" کہیں اور "عَلَیْکُمُ السَّلَامُ" نہ کہیں۔

(ردمحتار۔ شرح لباب ملا علی قاری)

۲) جب مسلمانوں کے قبرستان میں پہنچیں تو ان الفاظ میں سلام ادا کریں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْقُبُوْرِ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ ○

(شرح لباب ملا علی قاری۔ غرائب۔ ردمحتار۔ عالمگیری)

ترجمہ : اے قبروں والو مومن لوگوں کے گھروالو ! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمھیں بخشے اور ہم اللہ سے اپنے اور تمھارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔ تم ہمارے اگلے ہو اور ہم تمھارے پیچھے ہیں اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔

۳) جو کوئی کسی مسلمان کی قبر پر حسبِ ذیل سلام پڑھیگا تو اللہ تعالیٰ اس قبر والے پر چالیس سال کا عذاب، تنگی اور تاریکی دور فرمادیگا۔ (عالمگیری۔ غرائب)

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَااَھْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُاللّٰہُ لَنَاوَلَکُمْ اَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ وَنَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَلَکُمُ الْعَافِیَۃَ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔

ترجمہ : اے قبروں والو ! تم پر سلام ہو۔ اللہ ہمیں اور تمھیں بخشے۔ تم ہمارے اگلے ہو

اور بیشک ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے اور تمھارے لئے عافیت مانگتے ہیں۔ اللہ کے نام سے شروع اور رسول اللہ ﷺ کی ملت پر۔

شہید کی قبر پر سلام

اگر شہید کی قبر کی زیارت ہو تو سلام کے الفاظ اس طرح کہیں۔

سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ (عالمگیری۔ غرائب)

دراصل یہ سورۂ رعد کی آیت ۲۴ کے الفاظ ہیں جسکا ترجمہ ہے "سلامتی ہو تم پر' تمھارے صبر کا بدلہ تو عقبیٰ کا گھر کیا ہی خوب ملا۔"

مخلوط مقبرہ کا سلام

قبرستان میں اگر مسلمانوں اور کافروں کی قبریں مخلوط ہوں تو یوں سلام کہیں اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی (عالمگیری۔ غرائب)

قبر پر پھول' چادرِ گُل اور صندل ڈالنا

صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا ایسی دو قبروں پر سے گزر ہوا کہ آپ کے ارشاد کے مطابق دونوں قبر والے عذاب میں مبتلا تھے۔ آنحضور ﷺ نے کھجور کی ایک تر و تازہ شاخ منگوائی اور اسے چیر کر ہر ایک قبر پر ایک ایک ڈالی لگاتے ہوئے فرمایا کہ جب تک یہ دونوں شاخیں خشک نہ ہوں اور خدا کی تسبیح کرتی رہینگی اس وقت تک ہر دو کے عذاب میں تخفیف ہو گی۔ (بخاری۔ مشکوٰۃ)

(نوٹ :- ارشاد ربانی ہے اِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِهٖ (بنی اسرائیل۔ ۴۴)

ترجمہ : کوئی چیز ایسی نہیں جو اس (اللہ) کی تعریف کرتے ہوئے پاکی نہ بیان کرے۔

علمائے کرام نے اسی حدیث شریف سے استدلال کرتے ہوئے قبروں پر پھول' سبزہ'

سبز ڈالی، شاخ تر و تازہ اور خوشبو ڈالنا یا لگانا ہر طرح جائز اور موجبِ تخفیفِ عذابِ قبر قرار دیا ہے اور فقہائے حنفیہ نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔)

١) گلاب کے پھول اور ریاحین (سبزے کا خوشبودار پتہ) قبروں پر رکھنا اچھا ہے۔

(غرائب، عالگیری)

نوٹ :۔ صندل بھی خوشبودار چیز ہونے کے سبب اسی حکم میں داخل ہے اور بزرگانِ دین کے مزارات پر عرس کے موقع پر صندلِ مالی بھی اسی کے تحت ہے۔

٢) قبروں پر اُگی ہوی سبز گھاس کا اکھاڑنا اور کاٹنا مکروہ ہے نہ کہ سوکھی (یعنی سوکھی گھاس اکھاڑنے کی ممانعت نہیں ہے۔)

(در مختار۔ رد مختار۔ بحر الرائق۔ شرح منیہ)

اسکی علت یہ ہے کہ وہ ہریالی جب تک تر و تازہ رہیگی اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی رہیگی۔ مُردہ (قبر والا) اس تسبیح سے اُنس لیتا ہے نیز اسکے ذکر سے رحمت نازل ہوتی ہے۔ (خانیہ۔ مدار)

٣) پھول کی قیمت کا صدقہ کر دینا بھی اچھا ہے۔ (غرائب۔ عالمگیری)

نوٹ :۔ بعض اصحاب پھول کو تاگے میں پرو کر ہار یا چادرِ گل بنا کر مزارات پر جو پیش کرتے ہیں غالباً اس کا عام مقصد یہی ہوتا ہے کہ ہوا چلنے سے کھلے پھول پراگندہ اور منتشر ہو کر اِدھر اُدھر نہ اُڑ جائیں۔ اگر چادر کی شکل میں ہوں تو مزار پر ہی رہینگے اور متفرق ہونے نہ پائینگے۔

قبرستان میں بیٹھنا

١) سلام و زیارت کے بعد اگر بیٹھنا چاہیں تو قبر سے اسی طرح دور یا نزدیک بیٹھیں جس طرح صاحب قبر کی حالتِ حیات میں انکے حسب مرتبہ

بیٹھنا ہوتا (شرح لباب ملا علی قاری۔ رد محتار)

اس طرح بیٹھنے کے بعد اس نشست میں چاہیں تو تلاوتِ قرآن کریں یا بزرگانِ دین کے طریقہ کے مطابق کشفِ ارواح کا مراقبہ کریں۔

۲) قبر کے پاس قرأتِ قرآن کیلئے بیٹھنا اس مقصد سے کہ تلاوت اچھی اور سکون کے ساتھ ہو اور خوب سمجھ میں آئے اور باعثِ نصیحت و عبرت ہو تو مکروہ نہیں۔ (شامی۔ نور الایضاح۔ شرحِ نور)

قبر کے پاس تلاوت و ختمِ قرآن

۱) زیارتِ قبور کے وقت اہلِ قبور کیلئے تلاوتِ قرآن کرنا عمدہ ہے۔ اکثر فقہاء بھی فرماتے ہیں کہ اہلِ قبور کو اس تلاوت سے نفع پہنچائیں۔ اور صدر الشہید جو مشائخِ حنفیہ سے ہیں امام محمد علیہ الرحمہ کے قول کو اخذ کرتے ہیں اور فتویٰ بھی اسی قول پر ہے۔ (اشعۃ)

۲) قبروں کے پاس قرآن پڑھنا امام محمد علیہ الرحمہ کے نزدیک مکروہ نہیں اور ہمارے مشائخ نے اسی کو اختیار کیا ہے اور مختار یہ ہے کہ اہلِ قبر کو اس سے نفع ہوتا ہے۔ (عالمگیری۔ اتقان۔ مضمرات۔ کنون۔ قواعد قرآن)

۳) اگر مقبرہ کے پاس ہو کر گزرنا ہوا اور اہل قبور کے واسطے انکو ثواب پہنچانے کی نیت سے کچھ قرآن پڑھا تو ڈر نہیں۔ (سراجیہ۔ عالمگیری)

۴) زیارتِ قبور کے وقت سورۂ فاتحہ اور ابتدا و آخرِ سورۂ بقرہ ' آیۃ الکرسی ' سورۂ یٰس ' سورۂ ملک اور سورۂ تکاثر ' سورۂ اخلاص اور معوذتین وغیرہ کی تلاوت کریں۔ قبرستان میں سورۂ اخلاص تین بار یا سات بار یا گیارہ بار یا بارہ بار پڑھنا جائز ہے۔ (شرح لباب)

۵) ارشادِ نبوی ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو اور سورۂ یٰسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ تمام قبر والوں سے تخفیفِ (عذاب) فرماتا ہے اور اس پڑھنے والے کو ان کی گنتی کے برابر نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ (شرح الصدور)

۶۔ ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص قبروں پر گذرا اور اس نے سورۂ اخلاص کو گیارہ مرتبہ پڑھا پھر اسکا ثواب مردوں کو بخشا تو اسکو مُردوں کی تعداد کے برابر اجر و ثواب ملیگا۔ (در مختار۔ دار قطنی۔ شرح الصدور)

۷۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قبرستان میں داخل ہو کر فاتحہ یعنی سورۂ فاتحہ سورۂ اخلاص اور سورۂ تکاثر پڑھے پھر کہے کہ الٰہی میں نے جو تیرا کلام پڑھا اسکا ثواب قبرستان کے مومنین و مومنات کو پہنچایا' تو وہ اللہ کی طرف سے اسکے شفیع ہونگے۔ (فوائد زنجانی۔ شرح الصدور)

۸۔ حضرت حماد مکیؒ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں مکۂ معظّمہ کے قبرستان میں گیا اور وہیں ایک قبر پر اپنا سر رکھ کر سو گیا خواب میں میں نے دیکھا کہ اہلِ قبور حلقہ باندھ کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کیا قیامت قائم ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ البتہ ایک مسلمان بھائی نے سورۂ اخلاص پڑھ کر اسکا ثواب ہمیں بخشا ہے جسکو ہم ایک سال سے بانٹ رہے ہیں۔ (شرح الصدور)

۹) قبر کی زیارت اور سلام کے بعد سورۂ فاتحہ ' آیۃ الکرسی' سورۂ زلزال اور سورۂ تکاثر پڑھیں۔ (غرائب۔ عالمگیری)

۱۰) مسلمان ہر زمانہ میں قرآن پڑھ کر اسکا ثواب (مُردوں کو) بخشتے رہے ہیں اور اسکا انکار تو منکر بھی نہیں کرتا۔ اور اہلِ سنت و جماعت کا تو اسی پر اجماع ہے۔ (شرح ہدایہ)

۱۱) زائرِ قبور کیلئے مستحب ہے کہ اس سے جتنا ہو سکے وہ قرآن پڑھے اور اہلِ قبور کیلئے دعا کرے۔ امام شافعیؒ نے اس پر نص پیش کیا ہے اور تمام شافعی حضرات اس پر متفق ہیں اور اگر قبر پر قرآن شریف ختم کیا جائے تو اور بھی افضل ہے۔ (شرح الصدور)

۱۲) شیخ امام محمد بن فضلؒ فرماتے ہیں کہ قبر کے پاس تلاوتِ قرآن باوازِ بلند مکروہ ہے البتہ آہستہ پڑھنے میں کوئی خوف نہیں اگرچہ ختم کردے۔ (اشعۃ۔ عالمگیری۔ ذخیرہ)

لیکن

۱۳) صدر ابو اسحٰق الحافظؒ نے اپنے استاد شیخ ابو بکر محمد ابراھیمؒ سے نقل کیا ہے کہ سورۂ ملک مقابر میں پڑھنا روا (جائز) ہے خواہ آہستہ پڑھیں کہ جہر (آواز) سے پڑھیں۔ (اشعۃ۔ عالمگیری۔ ذخیرہ)

۱۴) اوپر کی دو مختلف روایات کے پیش نظر یہ فیصلہ زیادہ قابل ترجیح ہے کہ اگر کسی نے قبروں کے پاس قرآن پڑھا اور اگر یہ نیت ہے کہ اسکو آواز سے قرآن کی تلاوت سے فائدہ ہو تو آواز ہی سے پڑھے اور اگر ایسی نیت یا قصد نہیں ہے تو پھر اللہ تعالٰی قرأتِ قرآن کو سنتا ہے جہاں کہیں ہو۔ (اور جیسے بھی ہو) (عالمگیری۔ فتاوی قاضی خاں)

فاتحہ خوانی

عام طور پر زیادہ فضیلت و ثواب والی آیتوں کی تلاوت کے ذریعہ حسب ذیل ترتیب اور طریقۂ ختم پر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔ تعوذ اور تسمیہ کے بعد پہلے

۱) کوئی قرآنی سورت یا رکوع ۲) ایک مرتبہ سورۂ کافرون مع تسمیہ

۳) تین مرتبہ سورۂ اخلاص مع تسمیہ ۴) ایک مرتبہ سورۂ فلق مع تسمیہ

۵) ایک مرتبہ سورۂ ناس مع تسمیہ ۶) ایک مرتبہ سورۂ فاتحہ مع تسمیہ

۷) سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیتیں 'الٓمّٓ' سے 'مُفْلِحُوْنَ' تک (بقرہ۔ ا تا ۵)

۸) وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۝ (بقرہ ۱۶۳)

۹) آیۃ الکرسی 'اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ' سے 'وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ' تک (بقرہ۔ ۲۵۵)

۱۰) 'اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ' سے 'فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ' تک (بقرہ۔ ۲۸۵، ۲۸۶)

۱۱) شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ ج لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ج

(آل عمران۔ ۱۷، ۱۸)

۱۲) وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا ط لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِهٖ ج وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (انعام۔ ۱۱۵)

۱۳) اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝ (اعراف۔ ۵۶)

۱۴) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ط عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝

(توبہ۔ ۱۲۸، ۱۲۹)

۱۵) دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ج وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ (یونس۔ ۱۰)

۱۶) وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ (انبیاء۔ ۱۰۷)

۱۷) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا O (احزاب۔۴۰)

۱۸) اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا O (احزاب۔۵۶)

۱۹) درود شریف ایک مرتبہ

۲۰) دعاء ایصالِ ثواب و مغفرت (آگے تفصیل دی گئی ہے)

۲۱) سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ O وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ O وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ O (احزاب۱۸۰ تا ۱۸۲)

نوٹ : یہ سب نہ پڑھ سکیں تو مختصراً ایک بار سورۂ فاتحہ ' تین بار سورۂ اخلاص اور ایک بار درود شریف کم از کم پڑھکر اہل قبر کو اسکا ایصالِ ثواب کریں۔

آدابِ دعاء

۱) دونوں ہاتھ سینہ کے مقابل اسطرح رکھیں کہ ہتھیلیاں آسمان کی طرف ہوں اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار اونگل کا فرق و فاصلہ رہے (عالمگیری)

۲) اکثر فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ بوقتِ زیاتِ قبور دعا و استغفار کرنا عمدہ ہے اور اس سے انکو نفع پہنچتا ہے۔ (اشعۃ اللمعات)

۳) دعاء سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھوں کو چہرہ پر مل لینا (پھیر لینا) چاہئے۔ یہی معتبر اور صحیح ہے اور یوں ہی خبر میں وارد ہے۔ (غیاثیہ۔ عالمگیری۔)

دعاءِ ایصالِ ثواب

قبرستان میں یہ سب پڑھ لینے کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر ان الفاظ میں دعائے ایصالِ ثواب کریں۔

(۱) اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْنَاہُ اِلٰی فُلَاں (صاحبِ قبر کا نام لیں)۔

(ردمختار۔ شرح لباب ملا علی قاری)

ترجمہ :- اے اللہ ! ہم نے جو کچھ پڑھا اسکا ثواب (فلاں) کو پہنچادے۔

نوٹ :- اگر وقت ہو تو والدی و مرشدی حضرت سید الصوفیہ مفتی سید شاہ احمد علی صوفی قادری علیہ الرحمہ کی مرتبہ جامع دعائے ذیل پڑھ سکتے ہیں۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اَوْصِلْ ثَوَابَ مَا قَرَأْتُ اِلٰی رُوْحِ نَبِیِّكَ وَ حَبِیْبِكَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ وَ رَحْمَةٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ مُحَمَّدِ نِ الْمُصْطَفٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ۔ ثُمَّ اِلٰی اَرْوَاحِ جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ وَالْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ وَاَزْوَاجِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاٰلِہِ الطَّاھِرِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الْاَکْرَمِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَاَئِمَّةِ الدِّیْنِ وَسَائِرِالْاَوْلِیَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ الْاَحْیَآءِ مِنْھُمْ وَالْاَمْوَاتِ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔ خُصُوْصاً اِلٰی رُوْحِ فُلَاں (صاحب قبر کا نام)

ترجمہ : اے اللہ ! میں نے جو کچھ پڑھا اسکا ثواب تیرے نبی اور تیرے حبیب ' گنہگاروں کی شفاعت فرمانے والے اور سارے جہانوں کے لئے رحمت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحِ مبارک کو پھر تمام نبیوں اور رسولوں اور خلفائے راشدین اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات مومنوں کی ماؤں اور آپ کی آلِ پاک اور آپ کے صحابۂ کرام اور شہیدوں اور دین کے اماموں اور جملہ اولیاءاور صالحین اور تمام زندہ ومُردہ مومن مَردوں اور عورتوں اور مسلمان مَردوں اور عورتوں کی

روحوں کو پہنچا تیری رحمت کے وسیلے اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے ! خاص طور پر فلاں (قبر والے کا نام) کی روح کو ثواب پہنچا۔

دعاءِ مغفرت

ا) استغفار یعنی مغفرت طلب کرنے کیلئے ذیل میں چند قرآنی دعائیں درج کی جاتی ہیں۔

ا۔ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا O (بقرہ۔۲۸۶)

ترجمہ : (اے اللہ !) اور ہمیں معاف فرمادے اور بخش دے اور ہم پر رحم فرما۔

۲۔ رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّاٰتِنَا (ال عمران۔۱۹۳)

ترجمہ : اے ہمارے رب !تو ہمارے گناہ بخش دے اور ہماری برائیوں کو مٹادے۔

۳۔ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغَافِرِيْنَO

(اعراف۔۱۵۵)

ترجمہ : (اے اللہ !) تو ہمارا مولا ہے، تو ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما اور تو سب سے بہتر بخشنے والا ہے۔

۴۔ رَبَّنَا اغْفِرْلِىْ وَلِوَالِدَىَّ وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْحِسَابُ O (ابراھیم۔۴۱)

ترجمہ : اے ہمارے رب! مجھے اور میرے ماں باپ کو اور سب مومنوں کو بخش دے جس دن حساب قائم ہوگا۔

۵۔ رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ O (مومنین۔۱۱۸)

ترجمہ : اے میرے رب ! بخشدے اور رحم فرما اور تو سب سے بڑھکر رحم کرنے والا ہے۔

۶۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ

فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّکَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ O (حشر۔۱۰)

ترجمہ : اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخشدے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ۔ اے ہمارے رب !بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔

ب) احادیثِ شریفہ میں مروی مغفرت کی چند دعائیں بھی درج ذیل کی جاتی ہیں ۔

۱۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّ الْاَرْوَاحِ الْفَانِیَۃِ وَالْعِظَامِ النَّخِرَۃِ الَّتِیْ خَرَجَتْ مِنَ الدُّنْیَا وَھِیَ بِکَ مُؤْمِنَۃٌ اَدْخِلْ عَلَیْھَا رُوْحاً مِّنْکَ وَسَلَاماً مِّنَّا فَاسْتَغْفِرْ لَہٗ مَنْ مَّاتَ مِنْ لَدُنْ اٰدَمَ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! ان فانی روحوں اور ہڈیوں کے رب جو دنیا سے نکل گئیں اور وہ سب تجھ پر ایمان رکھتے تھے ان میں تو اپنی جانب سے روح داخل فرما اور ان پر ہمارا سلام ہو۔ پس از آدم علیہ السلام تا ایں دم جو موت سے دوچار ہوا اسکی بخشش فرمادے۔

۲۔ یا یہ دعاء استغفار پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَھُمْ وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَ ھُمْ بِحَقِّ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اِغْفِرْ لِمَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاحْشُرْنَا فِیْ زُمْرَۃِ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کنز العمال)

ترجمہ : اے اللہ ! لاالہ الااللہ کے طفیل ہمیں انکے اجر سے محروم نہ فرما اور ہمیں انکے بعد کی آزمائش میں نہ ڈال۔ اسکو بخشدے جس نے لاالہ الااللہ کہا۔ اور ہمارا حشر ان کے زمرہ مین فرما جنھوں نے لاالہ الااللہ کہا۔

ارشادِ نبوی ہوا کہ اللہ تعالیٰ اسکے پڑھنے سے پڑھنے والے کے پچاس سال

کے گناہ بخش دیتا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ! جسکے پچاس سالہ گناہ نہ ہوں تو ؟ آپ نے فرمایا اسکے والدین اور قرابتداروں اور عام مسلمانوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے۔

۳۔ یا یہ دعائے مغفرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَتَجَاوَزْ عَنْہُ وَاَلْحِقْہُ بِنَبِیِّہٖ (کنزالعمال)

ترجمہ : اے اللہ اسکی بخشش فرما اور اسکو معاف فرمادے اور اسکو اسکے نبی سے وابستہ فرمادے۔

۴۔ یا یہ دعائے مغفرت پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَ اَوْسِعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ۔(کنزالعمال)

ترجمہ : اے اللہ ! اسکو بخش دے اور اس پر رحم فرما اور اسکو عافیت دے اور اسکو معاف فرمادے اور اسکے اترنے کی جگہ کو بزرگی عطا کر اور اسکے داخل ہونے کی جگہ کو کشادہ فرما اور اسکو پانی ، برف اور اُولوں سے دھودے اور اسکو خطاؤں سے ایسا ہی پاک کردے جسطرح سفید کپڑے کو میل سے پاک کرکے اُجلا کردیا جاتا ہے۔

۵۔ یا یوں دعائے مغفرت کریں۔

اَللّٰھُمَّ اَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَّوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَ نَجِّہٖ مِنَ النَّارِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ زَاکِیًا فَزَکِّہٖ وَاِنْ کَانَ خَاطِئًا فَاغْفِرْلَہٗ (کنزالعمال)

ترجمہ : اے اللہ ! اسکے گھر کو بہترین گھر میں اور اسکی روح کو بہترین روح میں بدل دے اور اسکو جنت میں داخل فرما اور دوزخ سے بچا۔ اے اللہ ! اگر وہ پاک تھا تو اسے اور پاکیزہ کردے اور اگر وہ خطاکار تھا تو اسکو بخش دے۔

۶۔ یا یوں مغفرت کی دعا کریں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِاِخْوَانِنَا وَلِاَخَوَاتِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا۔

ترجمہ : اے اللہ ! ہمارے بھائیوں اور ہماری بہنوں کو بخش دے اور ہمارے درمیان صلح کردے اور ہمارے دلوں کو ملادے۔

نوٹ : اگر صاحبِ قبر ایک شخص ہے تو دعا کے مذکورہ الفاظ ہی ہونگے لیکن اگر اہلِ قبور کی تعداد ایک سے زیادہ ہے جنکی زیارت اور جنکے لئے دعائے مغفرت کی جارہی ہے تو ان دعاؤں میں جہاں 'ہ' ہے اسکی جگہ 'ھم' اور 'لہ' کی جگہ 'لھم' اور 'عنہ' کی جگہ 'عنھم' کہیں۔

کسی کے عذاب میں کمی اور کسی کے مدارج میں بلندی

عام طور پر یہ سوال کیا جاتا ہے کہ بوقتِ زیارتِ قبور ' گُل افشانی' تلاوتِ قرآن ' دعا اور فاتحہ و درود وغیرہ کے ذریعہ ایصالِ ثواب کرنے سے قبروالوں کے عذاب میں تخفیف ہوتی اور ان کی مغفرت کے اسباب بن جاتے ہیں یہ بات تو صرف عذابِ قبر میں مبتلا گنہگار مسلمانوں پر صادق آتی ہے لیکن اولیاء اللہ و بزرگانِ دین تو گنہگار بندوں کی تعریف میں نہیں آتے نیز ان پر پہلے ہی سے بارشِ رحمت ہوا کرتی ہے تو پھر ان خاصانِ خدا کیلئے گُل افشانی ' تلاوتِ قرآن' فاتحہ درود اور دعا وغیرہ کیوں پیش کیے جاتے ہیں۔

اس کا سیدھا سادہ جواب یہی ہے کہ اس عمل کے ذریعہ جہاں عذاب میں گرفتار اہلِ قبور کو نجات و مغفرت نصیب ہوتی وہیں نیک و برگزیدہ اہلِ قبور کے مدارج میں اضافہ پر اضافہ ہوتا ہے۔ اور اس بلندیِ مدارج کی کوئی حد اور انتہا ہی نہیں کیونکہ خدا کی عطا کردہ رحمتیں اور نعمتیں بھی بے انتہا اور غیر محدود ہیں۔

قبر پر عود لوبان یا اگربتی جلانا

۱۔ قبر پر آگ جلانا جاہلیت کی رسموں سے ہے اور باطل و فسق ہے۔

(مضمرات، عالمگیری)

۲۔ قبر کے پاس آگ لے جانے کی ممانعت ہے۔ (شامی)

نوٹ :۔ کیونکہ نور سے نسبت رکھنے والی ہستیوں کو نار (آگ) سے بھلا کیا نسبت ؟ اس لحاظ سے مزارات پر اگربتیاں جلا کر لگانا اور مزار سے متصل عود دان میں آگ رکھنا کس طرح درست ہو سکتا ہے ؟

۳۔ البتہ قرآن خوانی یا فاتحہ خوانی کے وقت قرآن کی عظمت و بزرگی اور زائرین کی راحت کے مقصد سے عود و لوبان اور اگربتی جلانا ہو تو وہ قبر سے فاصلہ پر رہے تاکہ اسکی خوشبو پہنچے مگر آگ مزار کے قریب نہ رہے۔

قبر پر ہاتھ سے مسح کرنا اور بوسہ دینا

عام طور پر صندل مالی کے وقت قبروں پر تبرکاً ہاتھ رکھنے یا مسح کرنے یا تعظیماً و احتراماً بوسہ دینے پر سخت اعتراض کرتے ہوئے اس عمل کو بدعت ضلالہ اور شرک تک قرار دیا جاتا ہے بلکہ فتاوی عالمگیری کا یہ حوالہ بھی دیا جاتا ہے کہ

وَلَا یَمْسَحُ الْقَبْرَ وَلَا یُقَبِّلُهٗ فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَادَةِ النَّصَارٰی

یعنی قبر کو نہ ہاتھ سے چھوئے اور نہ بوسہ دے کہ یہ نصرانیوں کی عادت ہے۔

واضح باد کہ یہ حکم عام قبور کیلئے ہے۔ لیکن خاص قبور کا حکم بھی خاص ہے۔

چنانچہ اسی فتاوی عالمگیری میں مذکورہ بالا عبارت سے کچھ آگے یوں لکھا ہے

"وَلاَ بَأسَ بِتَقْبِیلِ قَبْرِ وَالِدَیہِ" یعنی والدین کی قبروں کو بوسہ دینے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے جب جسمانی والدین کی قبروں کو بوسہ دینا جائز ہے تو پھر روحانی والدین یعنی اساتذۂ کرام' پیرانِ کبار' مرشدانِ نامدار' بزرگانِ دین ' اولیاء اللہ صالحین اور انبیاء عظام علیہم السلام کی قبورِ شریفہ کو بوسہ دینا بدرجۂ اولیٰ جائز ہوگا کیونکہ جسم ادنیٰ ہے اور روح اعلیٰ ہے۔ لہٰذا جسمانی والدین کا مرتبہ کم ہے اور روحانی والدین کا مرتبہ افضل و اعلیٰ ہے۔

قبر بوسی کو قبر پرستی یا شرک کا نام دینا علانیہ زیادتی ہے کیونکہ صحیح حدیث شریف کے الفاظ "اِنَّمَا الاَعْمَالُ بِالنِّیاتِ" یعنی اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ سے ظاہر ہے کہ عمل کا اجر نیت کے مطابق ہی ملے گا۔ یوں بھی یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے کہ کوئی بھی مسلمان تو کجا غیر مسلم شخص بھی اولیاء اللہ اور بزرگان دین کو ہرگز ہرگز خدا نہیں سمجھتا بلکہ ان کے خدا کے بندے ہونے پر عقیدہ رکھتا ہے۔ لہٰذا تعظیم و احترام کی نیت سے کیا گیا یہ عمل بدعتِ ضلالہ ' شرک یا پوجا ہرگز نہیں کہلا سکتا۔

اس سلسلہ میں روایات ذیل سے مزید روشنی ملتی ہے۔

۱۔ ایک روز مروان نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جو اپنی پیشانی کو قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر رکھے ہوئے ہیں مروان نے اعتراض کیا کہ "اے شخص تو جانتا ہے کہ قبر پر تو کیا کر رہا ہے۔" حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا

"جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَمْ آتِ الْحُجْرَۃَ"

یعنی اے مروان ! میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں اور کسی خالی قبر یا پتھر کے پاس نہیں آیا ہوں۔ (مسند احمد' مستدرک حاکم' تحفہ ابن حجر)

اس حدیث شریف سے قبر پر بوسہ اور مزار پر جبیں سائی کا ثبوت مل گیا۔

۲۔ ابنِ عساکر علیہ الرحمہ نے سندِ جید کے ساتھ ابو درداء رضی اللہ عنہ سے فتحِ بیت المقدس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی مدینہ میں واپسی کا واقعہ لکھا ہے جس کا ذکر شفاء الاسقام میں حضرت سبکی اور ابن حجر علیہما الرحمہ نے بھی کیا ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں یہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ "اے بلال ! یہ کیا جفا و بے وفائی ہے کہ ہماری زیارت کا تجھ کو ابھی وقت نہیں آیا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ غمزدہ و خوف زدہ حالت میں بیدار ہوئے اور بے چین و بے تاب اونٹنی پر سوار ہو کر مدینۂ منورہ حاضر ہوئے اور روضۂ نبوی ﷺ پر اپنا منہ ملنے لگے اور رونے لگے۔ اس وقت کئی صحابہ موجود تھے لیکن حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس عمل پر کسی نے بھی کوئی اعتراض نہیں کیا۔ (ابن عساکر' شفاء السقام' ابن حجر)

صاحبِ "تحقیق الحق المبین" نے لکھا ہے کہ ان سب کاموں سے مقصود احترام و تعظیم ہے اور آخر میں لکھا ہے کہ "قبر کو بوسہ دینا اور ہاتھ سے مس کرنا جائز ہے۔ اسی پر علمائے صالحین کا عمل ہے۔

۳۔ مکہ معظّمہ کے شافعی علماء میں سے ایک ابن ابی الصیف یمانیؒ سے منقول ہے کہ قرآنِ کریم اور حدیث کے اوراق اور بزرگانِ دین کی قبریں چومنا جائز ہے۔ (شرح بخاری ابن حجر)

۴۔ خود امام شافعی علیہ الرحمہ بھی قبروں کو بوسہ دینے کو مطلقاً مباح و جائز کہتے ہیں جبکہ تبرک کی نیت و ارادہ ہو۔ (تحقیق الحق المبین)

استمداد ' استغاثہ ' استعانت اور توسل

استمداد ' استغاثہ اور استعانت مترادف الفاظ ہیں جن سے ہر ایک لفظ کے معنی ہیں مدد طلب کرنا۔ توسل کے معنی ہیں وسیلہ بنانا۔

مقبولانِ بارگاہ الٰہی کی ارواح کو بارگاہِ الٰہی میں اس قدر قرب و منزلت حاصل ہے کہ دنیوی زندگی کی طرح انکے وصال کے بعد انکی ارواح کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے کرامات و تصرفات عطا کئے جاتے ہیں۔ جن کے وسیلہ سے مجازاً مخلوق کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائی جاتی ہے۔ لیکن حقیقی قاضی الحاجات تو اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ بعض دین ناآشنا لوگ اللہ کے سوا غیر اللہ سے مدد مانگنے کو یعنی غیرِ خدا سے استمداد کو حرام اور شرک قرار دیتے ہیں حالانکہ قرآن' حدیث' فقہ اور اسلاف کے عمل سے استمداد ' استغاثہ 'استعانت اور توسل کا واضح ثبوت ملتا ہے جو ذیل میں ملاحظہ ہو۔

۱۔ قرآن پاک کی بے شمار آیات میں غیر اللہ سے مدد لینے کا واضح ثبوت ملتا ہے مثلاً

i) وَادْعُوْا شُهَدَآءَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ۔

(سورۂ بقرہ۔ ۲۳)

ترجمہ : اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمایتیوں کو بلا لو اگر تم سچے ہو۔

ii) قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِيُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ (ال عمران۔ ۵۲)

ترجمہ : (مسیح نے) کہا' کون میرے مددگار ہوتے ہیں اللہ کی طرف۔

حواریوں نے کہا ہم دینِ خدا کے مددگار ہیں۔

iii) وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ۔۲)

ترجمہ :- اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ وزیادتی پر باہم مدد نہ دو۔

iv) وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (بقرہ۔۱۵۳)

ترجمہ :- مدد طلب کرو صبر اور نماز کے ساتھ۔

v) اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا (مائدہ۔۵۵)

ترجمہ :- تمھارا مددگار اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں۔

vi) دورِ نبوی ﷺ سے پہلے اہلِ کتاب حضور نبیِ آخر الزماں ﷺ کے وسیلے سے دعائیں کرتے اور اپنی حاجتیں اور مرادیں پاتے۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (بقرہ۔۸۹)

ترجمہ : اور اس سے پہلے وہ اسی (نبی) کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے۔

اس آیت شریفہ کی شانِ نزول میں ہے کہ جب کبھی اہلِ کتاب مشرکین سے جنگ کرتے تو حضور ﷺ کے وسیلے سے دعائے نصرت کرتے تھے کہ اے اللہ! اس نبیِ آخر الزماں کے طفیل ہمیں فتح دیدے تو رب انھیں فتح عطا کرتا تھا۔

۲۔ استمداد ' احادیث شریفہ سے بھی ثابت ہے مثلاً

i) حضور اکرم ﷺ نے اپنے ایک صحابی ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا "سَلْ" یعنی کچھ مانگ لو۔ انہوں نے جواب

دیا ''اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ'' یعنی میں آپ سے جنت میں آپکی رفاقت مانگتا ہوں۔آپ نے فرمایا اسکے سوا اور کچھ مانگو انھوں نے عرض کیا بس صرف اتنا ہی۔آپ نے فرمایا ''تم بھی اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔'' (مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف میں حضرت ربیعہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے جنت مانگی تو سرکار نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کو چھوڑ کر مجھ (غیرِ خدا) سے جنت کیوں مانگی۔ اور نہ ہی صحابی رسول نے خیال کیا کہ میں خدا کو چھوڑ کر غیرِ خدا سے کیوں مانگوں بلکہ حضور ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ ربیعہ ! جنت تو منظور ہے اسکے سوا اور کچھ مانگنا ہے تو مانگ لو پھر لطف یہ ہے کہ حضور ﷺ بھی اپنے صحابی (غیرِ خدا) سے فرماتے ہیں ''اَعِنِّیْ'' یعنی اے ربیعہ ! تم میری مدد کرو۔اگر غیرِ خدا سے مانگنا شرک ہے تو کیا حضور ﷺ اپنے صحابہ اور امت کو نعوذ باللہ شرک کی تعلیم و تربیت دینے کیلئے مبعوث ہوے تھے ؟

(ii) ارشادِ نبوی ہے کہ جب مدد لینا چاہو تو تین بار کہو ''یَا عِبَادِیَ اللّٰهِ اَعِیْنُوْنِیْ'' (حصن حصین) یعنی یوں پکارے کہ ''اے اللہ کے بندو میری مدد کرو (تین بار)''

اس حدیث شریف میں بھی اللہ کے بندوں (غیر اللہ) سے مدد مانگنے کی ہدایت ہے تو کیا یہ بھی شرک ہے ؟

(iii) سرکار دوعالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ملکِ شام میں چالیس ابدال

رہتے ہیں ان میں سے کسی ایک کا انتقال ہو جائے تو حق تعالیٰ اس جگہ دوسرے کو مقرر فرما دیتا ہے اور چالیس کی تعداد پوری رہتی ہے۔آپ نے فرمایا ان کے طفیل ہی بارش ہوتی ہے، دشمنوں پر فتح ملتی ہے اور اہل شام سے عذاب ٹلتا ہے۔(مشکوٰۃ)

۳۔ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ "استمداد سے مراد ہم یہ سمجھتے ہیں کہ داعی، خدا سے دعا کرتا ہے اور اس مقرب بندہ کو وسیلہ بناتا ہے یا پھر اس اللہ والے کو پکارتا ہے کہ اے خدا کے خاص بندے اور ولی! میرے لئے شفاعت کیجئے کہ میری مراد بر آجائے اور میرا مطلوب عطا ہو جائے۔اگر لوگ اسکو شرک کہتے ہیں تو پھر زندگی میں بھی توسل اور طلبِ دعا کے روزمرہ کئی واقعات بھی شرک ہو جائیں گے۔"

(اشعۃ اللمعات)

۴۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "سمجھنا چاہئے کہ غیر سے اسطرح مدد چاہنا کہ اسی پر بھروسہ ہو اور اسکو مددِ الٰہی کا مظہر نہ جانے حرام ہے اور اگر توجہ صرف حضرتِ حق کی طرف ہے اور غیر کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالیٰ کے کارخانۂ قدرت و اسباب میں نظر کر کے غیر سے ظاہری مدد طلب کرے تو یہ عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں بھی جائز اور روا ہے اور انبیاء و اولیاء نے بھی غیر سے اسطرح کی مدد طلب کی ہے اور در حقیقت یہ استعانت غیر کے ساتھ نہیں بلکہ حق تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے" (تفسیر فتح القدیر)

لہٰذا شریعت میں اس عقیدہ کے ساتھ کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ کی ہے اور

اولیاء کرام دراصل رب تعالیٰ ہی کی قدرت کے مظہر ہیں' اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔ کسی جاہل سے جاہل مسلمان توکجا غیر مسلم بھی ولی اللہ کو ہر گز خدا نہیں سمجھتا۔

۵۔ امام غزالی علیہ الرحمہ نے فرمایا ہے کہ "جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے وفات کے بعد بھی مدد مانگی جائے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی ہے" (اشعۃ اللمعات)

۶۔ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے کہ "جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اسکا رنج و غم دور ہو گا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کے مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہو گی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اسکی حاجت پوری ہو گی۔" حضرت ملا علی قاری علیہ الرحمہ جن کو منکرینِ استمداد بھی مانتے ہیں' فرماتے ہیں کہ اسکا بارہا تجربہ کیا گیا جو صحیح ثابت ہوا۔ (نزھۃ الخاطر)

۷۔ حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اگر میرے کسی مرید کا ستر مشرق میں برہنہ ہو جائے تو اگرچہ میں مغرب میں بھی ہوں گا تو اسے ڈھانک دوں گا۔" (بہجۃ الاسرار)

۸۔ ابن جوزی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں کہ شریعتِ مصطفیٰ سیکھنے کے لئے حضرت خضر علیہ السلام ہر روز صبح کے وقت امامِ اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی مجلس میں آیا کرتے تھے۔ آپ کے وصال کے بعد حضرت خضر علیہ السلام کی دعا پر اللہ تعالیٰ امامِ اعظم علیہ الرحمہ کی روح کو انکے جسم میں لوٹا دیتا اور وہ حسب معمول ہر روز صبح امامِ اعظم علیہ الرحمہ کے مزار پر حاضر ہو کر ان سے فقہ

اور شریعت کے مسائل سنا کرتے تھے۔(مشارق الانوار)

۹۔ امامِ شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں "جب کبھی مجھے کوئی حاجت ہوتی تو میں امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کی قبر پر برکت کیلئے حاضر ہوتا ہوں۔ دو رکعت نماز کے بعد امامِ اعظم علیہ الرحمہ کے مزار کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرتا ہوں تو حاجت پوری ہو جاتی ہے۔"(شامی)

۱۰۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی وفات کے قریب ڈھائی ہزار برس بعد امتِ مصطفیٰ کی یہ مدد فرمائی کہ شبِ معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے بارگاہِ ایزدی میں پانچ نمازیں کرادیں۔(عام کتب احادیث)

ایسی صورت میں استمداد کے منکرین کو چاہیئے کہ روازنہ پانچ نمازوں کے بجائے پچاس نمازیں ہی پڑھیں کیونکہ غیر اللہ (موسیٰ علیہ السلام) کی مدد شامل ہونے کے باعث پچاس نمازیں کم ہو کر پانچ ہو گئیں۔

۱۱۔ علماءِ صالحین اور بزرگانِ دین سے ان لفظاظ کے ساتھ استمداد کرنا (یعنی مدد طلب کرنا) جائز ہے کہ اے پروردگار ! فلاں بزرگ کے طفیل سے میرا یہ کام پورا کردے۔(شرح بخاری۔ شرح المنہج 'شفاء الاسقام' فتاوی علامہ املی 'رد مختار' جواہر المنظم، صلح الاخوان 'لباب المناسک 'اشعۃ اللمعات 'الفتح المبین فی الاستغاثہ باولیاء والصالحین)

کشفِ قبور اور استفاضہ

۱۔ کشفِ قبور کا ایک طریقہ یہ ہے کہ نوسکھ مرید پہلے کسی قبر کی طرف جائے اور قبر کی میت کے چہرے کے بالکل مقابل بیٹھ کر ذکر اور مراقبہ کرے۔ جو کامل ہوتا ہے اسکو قبر پر جانے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ جہاں کہیں بھی ہوتا ہے مُردوں کے حالات دیکھ سکتا ہے۔ کشفِ قبر کا ذکر یہ ہے کہ قبر

کے نزدیک بیٹھ کر اپنے سر کو آسمان کی جانب اٹھاتے ہوے "یَا نُوْرُ" کہے اور اپنے دل پر ربط مارے اور حالِ قبر سے "اِکْشِفْ" (کھل جا) کہے پھر تیسرا ربط میت کے مقابل ہو کر لگائے تا کہ وہ اپنا حال کہے۔ (شاہد الوجود)

۲۔ میت کی مقبولیت ' دعوت اور مغفرت کے اذکار کا دوسرا طریقہ یہ بھی ہے کہ پہلے سیدھے جانب "یَاقَرِیْبُ" اور بائیں جانب "یَا رَقِیْبُ" اور نیچے زمین کی طرف "یَامُحِیْطُ" اور آسمان کی طرف "یَا مُجِیْبُ" کہیں اور یَا مُجِیْبُ کہتے وقت دو گھٹنوں پر کھڑا ہو کر دونوں ہاتھ آسمان کی جانب اٹھائیں اور ذکر ختم کرتے وقت ہر بار اپنا ہر وہ مقصد جسکے آرزو مند ہوں دل میں لائیں اسی طرح خوب ذکر کریں۔ (شاہد الوجود)

۳۔ مشائخِ چشتیہ نے فرمایا ہے کہ جب قبرستان میں داخل ہوں تو سورۂ فتح دو رکعت میں پڑھیں پھر میت (اہلِ قبر) کی طرف منہ اور قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھیں اور سورۂ ملک پڑھیں اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہیں اور گیارہ (۱۱) بار سورۂ فاتحہ پڑھیں پھر قبر سے قریب ہو کر اکیس (۲۱) بار یَارَبُّ کہیں پھر یَا رُوْحُ کہکر اسکو آسمان میں ضرب کریں اور "یَارُوْحَ الرُّوْحِ" کی دل میں ضرب کریں یہاں تک کہ کشائش اور نور پائیں۔ پھر اسکے منتظر رہیں کہ جسکا فیضان صاحبِ قبر سے اپنے دل پر ہو سکے۔

(قول الجمیل)

کشفِ ارواح

مشائخِ قادریہ نے فرمایا ہے کہ کشفِ ارواح کیلئے جو طریقہ ہمارا مجرب ہے وہ شرائط کے ساتھ یہ ہے کہ دائیں طرف سُبُّوْحٌ کی ضرب لگائیں اور بائیں جانب

قُدُّوْس کی ' آسمان میں رَبُّ الْمَلَائِکَۃِ کی اور دل میں وَالرُّوْح کی ضرب لگائیں۔(قول الجمیل)

نوٹ : شرائط سے مراد خلوت کے علاوہ غسل کرنا' پاک و طاہر لباس پہننا ' خوشبو لگانا' اور مصلّٰی (جانماز) پر مصاحف رکھے بغیر بیٹھنا ہے۔(سید الصوفیہ)

طعام یا شیرینی کی تقسیم

۱۔ قرآنی آیت شریفہ" وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّهٖ (دہر۔۸) یعنی اور اس (اللہ) کی محبت میں وہ کھانا کھلاتے ہیں" کے تحت فقراء و مساکین میں طعام اور شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ ہم اپنے مُردوں کے واسطے صدقہ دیتے ہیں' ان کے لئے حج کرتے ہیں کیا یہ انھیں پہنچتا ہے تو آپ نے فرمایا ہاں ضرور پہنچتا ہے اور وہ اس سے خوش ہوتے ہیں جیسا کہ تم میں سے کوئی ایک طبق پر خوش ہوتا ہو' جبکہ اس کا ہدیہ پیش کیا جائے۔(زیلعی)

۳۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حلوا (شیرینی) بہت پسند تھا (بخاری)۔
اس لئے اکثر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔

زیارتِ قبور کے بعد واپسی

قبرستان سے جب واپس ہونا چاہیں تو بہتر ہے کہ کچھ صدقہ دیتے ہوئے جائیں خواہ روپیہ' پیسہ ' کھانا ' شیرینی ' حتی کہ اگر کچھ دستیاب نہ ہو تو پانی ہی سہی۔ بہر حال اموات واہلِ قبور کے نام سے جب بدنی صدقہ سے ثواب پہنچائیں تو لازم ہے کہ مالی صدقہ سے بھی ثواب پہنچائیں جس سے جمع بین الصدقتین (دو صدقوں

کی یکجائی) کا ثواب حاصل ہو جائیگا۔ یہی وجہ ہے کہ عامۃ المسلمین زیارتِ قبور کیلئے جاتے وقت شیرینی یا کم از کم شکر اور چند سکے کچھ نہ کچھ اپنے ساتھ لیجاتے ہیں۔ خود بھی کھاتے ہیں' لذتِ زیارت اٹھاتے ہیں اور دوسروں کو بھی کھلا کر یا صدقہ و خیرات کر کے خوش کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ منکرین کو حیرت زدہ کر دیتے ہیں۔ (سید الصوفیہ)

ثواب سب کو یکساں اور برابر

افضل یہ ہے کہ صدقات مالی و بدنی کا ثواب اموات (مُردوں) اور احیاء (زندوں) کو بلا کم و نقص پہنچتا ہے۔ (تاتارخانیہ)

اہلِ سنت و جماعت کا بھی یہی مذہب ہے۔ (رد محتار' فتح القدیر' بحر الرائق' بدائع' اتقان)

نوٹ : یعنی اللہ کی رحمت اسقدر وسیع اور بے کنار ہے کہ اگر ایک روپیہ مثلاً صدقہ یا خیرات دیتے ہوے اسکا ثواب دس اموات کی ارواح کو پہنچائیں تو اس ایک روپیہ کی تقسیم نہیں ہوتی بلکہ غفور الرحیم اپنے فضل و کرم سے ہر ایک کی روح کو ایک ایک روپیہ کا ثواب ہی پہنچانے کا حکم فرشتوں کو دیتا ہے۔

متفرق مسائل قبور

قبر پختہ بنانا منع ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر میں چونہ گچ کرنے سے منع فرمایا (مسلم۔ مشکوٰۃ)۔

یعنی شارحینِ حدیث نے فرمایا ہے کہ میت کے جسم سے ملے ہوے قبر کے اندرونی حصہ کو پختہ کرنا' پکی اینٹ لگانا یا لکڑی لگانا مطلقاً ممنوع ہے خواہ وہ ولی کی قبر ہو یا عام مسلمان کی قبر ہو میت کا جسم مٹی میں رہنا چاہیے۔ البتہ لوگوں کو نظر آنے والے قبر کے بیرونی حصہ کو پختہ کرنا عوام کی قبروں کیلئے منع لیکن اولیاء و مشائخ و علماء کی قبروں

کیلئے جائز ہے کہ اس میں ان خاص قبروں کی حرمت و تعظیم مقصود ہے۔(مراۃ)

قبر کی شکل اور اونچائی

۱۔ سفیان تمارؒ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی کریم ﷺ کی قبرِ انور کو کوہان نما دیکھا۔(بخاری۔ مشکوٰۃ)

۲۔ کوہان نما سے مراد ڈھلواں جیسے اونٹ کا کوہان اور پیٹھ۔اس حدیث کی بناء پر امام ابو حنیفہ امام مالک اور امام احمد حنبل علیھم الرحمہ فرماتے ہیں کہ قبر ڈھلوان بنانا بہتر ہے لیکن امام شافعیؒ کے پاس چوکونی قبر بنانا بہتر ہے۔ (مراۃ)

۳۔ قاسم بن ابو بکر رضی اللہ نے بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حجرہ نبوی میں تینوں قبور کی زیارت کرنے کے بعد بیان کیا کہ وہ قبور شریف نہ بالکل بلند تھیں اور نہ ہی زمین و میدان سے بالکل چسپیدہ و پست تھیں۔(مشکوٰۃ)

۴۔ حضور ﷺ کی قبر انور زمین سے ایک بالشت اونچی رکھی گئی تھی۔(مراۃ)

۵۔ ہم میں سے بڑا ابہادر وہ تھا جو عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا یعنی وہ قبر اتنی اونچی بنائی گئی تھی کہ اسے پھلانگنا دشوار تھا۔ (مراۃ بحوالہ بخاری)

مزار پر غلاف ڈالنا

۱۔ حضرت قاسم بن محمد بن ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا اے اماں ! میرے لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے دو رفیق حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں پر سے غلاف اور پردہ اٹھا دیجئے تو بی بی نے میرے لئے ان قبروں

سے غلاف اٹھا دیا۔ قبور شریف نہ بالکل بلند تھیں نہ ہی زمین و میدان سے بالکل چسپیدہ و پست تھیں۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث شریف کی شرح میں ملا علی قاری علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ حدیث میں "اِكْشِفِيْ لِيْ" کی شرح "اِظْهِرِيْ وَارْفِعِيْ اَسْتَارَهٗ" ہے یعنی میرے لئے کھول دیجئے سے مراد اسکے استار کو ظاہر کر دیجئے اور اٹھا دیجئے۔ جہاں استار جمع ہے ستر کی بمعنی پردہ و غلاف۔ (مرقات)

لہٰذا اس حدیثِ شریف سے قبروں پر غلاف ڈالنا ثابت ہو گیا۔

۲۔ علامہ شامی علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ "ناواقف یا غافل زائرین کو اہلِ قبور اولیاء کا خوف اور ادب دلانے کیلئے قبروں پر کپڑے اور غلاف کا رکھنا جائز ہے تاکہ اہل قبور کی عظمت اور تعظیم عام نظروں میں ثابت ہو اور اولیاء اللہ کی حقارت (یعنی ناقدری) نہ ہونے پائے۔" (ردمحتار)

۳۔ بعض فقہاء نے قبروں پر غلاف، عمامہ اور کپڑے ڈالنے کو مکروہ کہا ہے لیکن ہم کہتے ہیں کہ اس وقت جبکہ عوام کی نظر میں تعظیم مقصود ہو تاکہ وہ صاحبِ قبر کو حقیر نہ جانیں اور غافل زائر سے طلبِ ادب و اخلاص منظور ہو تو جائز ہے کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ (ردمحتار)

قبرستان میں چراغاں کرنا جائز ہے

۱۔ اگر کسی قبر کی جگہ مسجد ہو یا کہ قبر راستہ پر ہو یا وہاں کوئی بیٹھا ہو یا کسی ولی اللہ یا کسی محقق عالم کی قبر ہو تو انکی تعظیم کرنے اور لوگوں کے برکت حاصل کرنے اور وہاں اللہ سے دعائیں کرنے کیلئے چراغ جلانا جائز ہے۔ (بزازیہ)

۲۔ اولیاءِ صالحین کی قبروں کے پاس قندیلیں اور موم بتیاں جلانا ان کی عظمت

کیلئے جائز ہے اس سے منع نہ کیا جائے۔(روح البیان۔ کشف النور عن اصحاب القبور)

۳۔ حضور اکرم ﷺ رات کے وقت دفن کے لئے تشریف لے گئے تو آپ کیلئے چراغ جلایا گیا۔(مشکوٰۃ)

یعنی قبر پر آگ لیجانا منع ہے مگر چراغ لیجانا جائز کہ یہ روشنی کیلئے ہے۔(مراۃ)

قبر پر گنبد و قُبَّہ بنانا

عام مسلمانوں کی قبروں پر گنبد یا قبہ بنانا اسلئے منع ہے کہ ایسا کرنا بے فائدہ ہے۔ البتہ ایسی قبروں پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہیں یا پتھر نصب کردیں تاکہ نشان مٹ نہ جائے اور فاتحہ پڑھنے میں سہولت ہو۔

لیکن علماءِ کرام ، مشائخِ عظام اور اولیاء اللہ و صالحین کی تعظیم و توقیر در حقیقت اسلام کی تعظیم ہے اور ان حضرات کے مزارات پر بے شمار زائرین و معتقدین حاضری دیا کرتے ہیں اسلئے ایک تو صاحبِ قبر کی عظمت کا اظہار کرنے کیلئے اور دوسرے زائرین کی جانب سے وہاں بیٹھکر تلاوتِ قرآن و فاتحہ خوانی کرنے کیلئے راحت و آسائش فراہم کرنے کی نیت سے آس پاس سایہ دار عمارت اور قبہ وغیرہ بنانا شرعاً جائز ہے جس کا ثبوت سنت صحابہ سے ملتا ہے مثلاً

۱۔ صحابی حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی تدفین کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے مُردوں کو دفن کرینگے۔(مشکوٰۃ۔ ابوداوٗد)

حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وہ پہلے مہاجر صحابی ہیں جو مدینہ منورہ میں فوت اور جنت البقیع میں دفن ہوئے آپ حضور ﷺ کے رضاعی

بھائی تھے۔ (مراۃ)

رسولِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے اپنے دستِ اقدس سے نہ صرف انکی قبر کے سرہانے پتھر لگایابلکہ آپ نے اسی جگہ ان کا عظیم الشان مقبرہ بنایا۔

(لمعات)

۲۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین حضرت بی بی عائشۂ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے میں عمل میں آئی۔ اگر یہ ناجائز ہوتا تو صحابہ کرام پہلے حجرہ کی دیواروں کو منہدم کر کے گرا دیتے پھر آپ کو دفن کرتے۔ یہی نہیں بلکہ خلافت فاروقی کے زمانہ میں اسی حجرۂ اقدس کے اطراف کچی اینٹوں کی دائرہ نما دیوار اٹھادی گئی۔ بعد ازاں ولید بن عبدالملک کے زمانہ میں سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے تمام صحابہ کرام کی موجودگی میں ۸۸ھ میں اسی عمارت کو سنگ بستہ کر کے نہایت مضبوط بنا دیا۔

(خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ)

اگر کوئی کہے کہ یہ خصوصیتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھی تو مخفی مباد کہ اسی روضہ میں حضرت صدیق وفاروق رضی اللہ عنہما بھی آسودہ ہیں۔

۳۔ سبطِ رسول حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو آپ کی قبر پر آپ کی زوجۂ محترمہ نے قبہ ڈال رکھا جو ایک سال تک قائم رہا۔ جسکے لئے حدیث شریف کے الفاظ ہیں "ضَرَبَتْ اِمْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً" (بخاری۔ مشکوٰۃ)

نوٹ: صحابہ کرام کی موجودگی میں یہ سب کچھ ہوا۔ اگر یہ ناجائز ہوتا تو کوئی صحابی اعتراض کرتے اور اسکو بھی اس حدیث میں بیان کیا جاتا۔

۴۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بی بی زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کی قبر پر قبہ بنایا تھا۔(خلاصۃ الوفا۔ منتقی شرح موطا)

۵۔ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنایا تھا۔(خلاصۃ الوفا۔ منتقی شرح موطا)

۶۔ محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنایا تھا۔(خلاصۃ الوفا۔ منتقی شرح موطا)

۷۔ علماء صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا جائز ہے جبکہ اس سے مقصود لوگوں میں انکی عظمت پیدا کرنا ہو تاکہ لوگ اس اہلِ مزار کو حقیر نہ جانیں(روح البیان)

۸۔ علماء و مشائخ کی قبروں پر عمارات بنانا جائز ہے تاکہ ان کی لوگ زیارت کریں اور وہاں بیٹھکر آرام پائیں۔(مرقات)

۹۔ مشائخ و صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں یہ مصلحت ہے کہ اولیاء اللہ کی ہیبت ظاہر ہو۔خاص کر ہندوستان میں اہلِ ہنود کفار و مشرکین اور دشمنانِ دین کے سامنے اس میں شان اسلام کا اعلان اور انھیں مرعوب کرنے کا ذریعہ ہے۔(شرح سفر السعادات)

۱۰۔ مشائخ و علماء اور سادات کی قبروں پر عمارت بنانا مکروہ نہیں۔(شامی)

۱۱۔ قبر پر عمارت بنانے میں کوئی حرج نہیں اور یہی قول پسندیدہ ہے۔(در مختار)

۱۲۔ قبر پر صحیح غرض کیلئے خیمہ لگانا جیسے کہ زندوں کو دھوپ سے بچانے کیلئے ہو نہ کہ میت پر سایہ کرنے کیلئے تو ایسا کرنا جائز ہے۔(عینی شرح بخاری)

نوٹ: مسلم و مشکوٰۃ کی حدیث شریف میں "اَنْ یُّبْنٰی عَلَیْہِ" یعنی "قبر پر کچھ بنانا" منع ہے کے الفاظ سے یہی مراد ہے کہ قبر پر دیوار نہ بنائی جائے۔

کیونکہ قبر دیوار میں آجائے تو یہ حرام ہے کہ اس میں قبر کی توہین ہے اسی لئے حدیث میں 'علیہ' فرمایا گیا۔ 'حولہ' نہ فرمایا۔ لہٰذا خاصان خدا کی قبروں کے عین اوپر نہیں بلکہ قبروں کے گرد قبہ کی دیواریں تعمیر کی جاتی ہیں۔

بعض کام پہلے زمانہ میں مکروہ آخری زمانہ میں مستحب

۱۔ صحابہ کرام کے دور میں حکم تھا کہ قرآن حکیم کو آیات اور رکوع (کی علامات) اور اعراب (زیر ' زبر پیش وغیرہ) سے خالی رکھو لیکن بعد میں ضرورت درپیش ہوی تو یہ کام جائز بلکہ ضروری ہو گئے۔ (شامی)

۲۔ دورِ نبوی میں زندہ لوگوں کو خود پختہ مکان بنانے کی ممانعت تھی۔ ایک صحابی نے پختہ مکان بنایا تو آنحضور ﷺ اس قدر ناراض ہو گئے کہ انکے سلام کا جواب نہ دیا اور جب اسکو انھوں نے گرا دیا تو سلام کا جواب دیا۔ (مشکوٰۃ) لیکن آج کئی منزلہ کامپلکس کی شکل میں مکانات بلکہ مساجد و دینی مدارس کا بنانا روا رکھا گیا ہے۔

۳۔ پہلے زمانہ میں تعلیم قرآن' اذان اور امامت پر اجرت لینا حرام تھا مگر بعد کو ضرورۃً جائز قرار دیا گیا۔ (عام/تمام کتب فقہ)

۴۔ مساجد کو تک اونچی بنانے اور انکو آراستہ کرنے کی ممانعت کا پہلے حکم تھا (مشکوٰۃ)

۵۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تھا کہ کوئی مسلمان حاکم خچر پر سوار نہ ہو اور چپاتی روٹی نہ کھائے اور باریک کپڑا نہ پہنے اور اپنے دروازے کو اہلِ حاجت کیلئے بند نہ کرے ورنہ سزا دی جائیگی۔ (مشکوٰۃ)

نوٹ : آجکل ہندوستان میں مسلمانوں کے ایسے موقوفہ املاک مثلاً مسجدوں' خانقاہوں اور قبرستانوں کو دیدۂ دانستہ منہدم کر کے ان پر غیر اقوام ناجائز

قبضہ کر رہے ہیں جنکی علامات اور نشانیاں موجود ہیں۔ پھر ان قبرستانوں کا کیا حشر ہوگا قابلِ غور ہے جنکی ساری کچی قبریں چند دنوں میں گر گر برابر ہوتی جارہی ہیں۔ لہٰذا آج وقت کی شدید اور اہم ضرورت ہے کہ ہر قبرستان میں کچھ قبریں پختہ بھی ہوں قبرستان کے حدود پر احاطہ کی دیوار بھی قائم ہو تاکہ ان موقوفہ املاک کی حفاظت میں آسانی ہو سکے۔

قبر پر بیٹھنا ممنوع سے مراد

مذکورہ بالا حدیث مسلم و مشکوٰۃ میں قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا گیا۔ یعنی قبر پر چڑھ کر بیٹھا جائے تو یہ حرام ہے کیونکہ اس میں قبر کی توہین ہے دوسری حدیث میں تو قبر کو ٹیکہ لگا کر بیٹھنے پر تک ممانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن قبر کے پاس تلاوت قرآن کیلئے بیٹھنا یا پھر وہاں کی نگرانی اور انتظام کرنے کیلئے مقبرہ میں قبر سے ہٹ کر بیٹھنا بالکل جائز ہے۔

۱۔ چنانچہ بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حجرۂ نبوی کی نگران و محافظ تھیں اور اسکی کنجی اپنے پاس رکھتی تھیں۔ لوگ آپ سے حجرہ اقدس کھلوا کر قبر انور کی زیارت کیا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

۲۔ حضرت امام حسن مثنیٰ رضی اللہ عنہ کی قبر پر انکی زوجۂ محترمہ ایک سال تک قبہ بنا کر اسکی نگرانی کرتی تھیں۔ (بخاری مسلم)

نوٹ: آج بھی روضۂ نبوی مدینۂ منورہ کی نگرانی و کلید (کنجی) وہاں مخصوص مقررہ افراد کے سپرد رہتی ہے جنھیں اغوات یا خواجہ سرا کہتے ہیں ان کا ایک سردار ہوتا ہے جسکو شیخِ اغوات کہا جاتا ہے۔ ہندوستان میں قبور یا آستانہ کے ایسے نگرانکاروں کو مجاور کہتے ہیں۔

مسلمانوں کی قبروں کو گرا دینا سخت منع

بعض لوگ مسلمانوں کی قبروں کو گرا کر زمین برابر کر دینے کا جواز نکالتے ہیں اور اسکے لئے مشکوٰۃ کی اس حدیث شریف کا حوالہ دیتے ہیں جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ نقل ہیں کہ "کیا میں تم کو اس کام پر نہ بھیجوں جس پر مجھکو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھیجا تھا وہ یہ کہ تم کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر مٹا دو اور نہ کوئی اونچی قبر مگر اسکو برابر کر دو۔" اس حدیث کو بہانہ بنا کر نجدیوں نے اہل بیت اور کئی صحابہ کرام کے قبے ہی نہیں انکے مزارات کو تک گرا کر زمین کے برابر کر دیا جبکہ ایک عام مسلمان کی قبر کے ساتھ بھی ایسا سلوک کرنا شریعت میں سخت منع ہے کیونکہ اس میں اس صاحبِ قبر کی توہین ہے۔

شارحین کی تحقیق یہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن قبروں کو گرادیا تھا وہ مسلمانوں کی قبریں نہیں ہو سکتیں کیونکہ اس وقت مسلمانوں کی جتنی قبریں بنی تھیں وہ یا تو حضور ﷺ کی موجودگی میں یا آپ کی اجازت سے بنی تھیں۔ البتہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں مسجدِ نبوی کی تعمیر کے بیان میں ہے کہ حضور ﷺ نے مشرکین کی قبروں کے بارے میں حکم دیا تو وہ اکھیڑ دی گئیں۔ ورنہ مسلمان کی قبر کیلئے سنت ہے کہ زمین سے کچھ اونچی رہے۔ اسے بالکل پیوندِ زمین کرنا خلافِ سنت ہے۔ لہٰذا یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ جن قبور کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اکھیڑا تھا یا اکھیڑنے کا حکم دیا تھا وہ قبریں مسلمانوں کی نہیں بلکہ کفار و مشرکین کی تھیں۔ ورنہ تعجب ہے کہ ایک طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تو اونچی قبریں گرادیں اور دوسری طرف آپ ہی کے فرزند محمد ابن حنفیہ رضی اللہ عنہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ بنائیں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟

مرتب کے دیگر کتب

فضائل درود شریف : درود شریف کے فضائل ایک نئے انداز و نہج کے ساتھ۔

اوراد قادریہ حصہ اول و دوم : حضرت غوث اعظمؓ کے روزمرہ وظائف مع اردو ترجمہ پہلی بار۔

اوراد قادریہ حصہ سوم : حضرت غوث اعظمؓ کے روزمرہ وظائف مع اردو ترجمہ پہلی بار۔ (زیر طبع)

دلائل الخیرات : اوراد و وظائف پر مشتمل حضرت محمد بن سلیمان جزولی کی شہرۂ آفاق کتاب کا اردو ترجمہ۔

بشائر الخیرات : حضرت غوث اعظمؓ کے مرتبہ درود و دعا و ورد مع اردو ترجمہ۔ (زیر طبع)

تجلیات مدینہ : مئولف کے منتخبہ نعتیہ کلام کا مجموعہ۔

تحفة الصوفيه : صحیح نصاب زکوٰۃ پر نفیس تحقیق۔ ترجمہ مع ضمیمہ۔

تحفة الصوفيه : کا انگریزی ترجمہ (زیر طبع)

تجلیاتِ بغداد : بغدادِ شریف میں آرام فرما انبیاءؑ، آل رسولؐ، صحابہؓ، ائمہؒ، صوفیہ و اولیاء کی سوانح۔

سر الاسرار مع اردو ترجمہ و تحشیہ نورالانوار : حضرت سیدنا غوث اعظمؓ کی تصوف پر معرکۃ آرا کتاب۔

مقدس ٹیکمال : ٹیکمال قریب میدک کے اولیائے کرام کے تاریخی حالات و کرامات۔

مکتوباتِ غوث اعظمؓ : فارسی مکتوبات غوث اعظمؓ کا اردو ترجمہ پہلی بار۔

شاہد الوجود : ڈیڑھ صدی قدیم فارسی مخطوطہ تصوف مع اردو ترجمہ قابل دید کتابت۔

عظمتِ اولیاء کرام : اولیاء کرام کی عظمت اور انکا مقام قران و حدیث کی روشنی میں۔

عظمتِ والدین : ماں باپ کا رتبہ قرآن و حدیث کی روشنی میں۔

THE DIGNITY OF PARENTS "عظمت والدین" کا انگریزی ترجمہ

ESSAYS ON ISLAMIC TOPICS کا اردو ترجمہ۔

فاتحۂ اموات :- یعنی حیاتِ اموات، ایصالِ ثواب، عرس، فاتحہ سیوم، ہفتم، دہم، چہلم، وغیرہ کا شرعی ثبوت (زیر طبع)

مثنوی شریف مولانا روم ایک تجزیہ :-

ملنے کا پتہ

سید الصوفیہ اکیڈمی۔ 21-1-247 "تصوف منزل"۔

قریب ہائیکورٹ۔ حیدرآباد۔ ۵۰۰۰۰۲ فون 4562636